347/3/6/13

Candidate : Waris Mateen Mazhari
Supervisor : Prof. Akhtarul Wasey
Title : Hindustani Madaris-e-Islamia: Nisaab wa Nizaam-e-Taalim, Imkanaat wa Masaail:Ek Jaaiza

---

نتیجہ بحث

ہندوستانی مدارس اسلامیہ: نصاب ونظام تعلیم، امکانات ومسائل: ایک جائزہ

اس بات میں تامل کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہندوستان کے دینی مدارس ملک وملت کے لیے ایک قیمتی اثاثے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی متنوع خدمات اور کارنامے ہیں۔ان کو نہ تو نظر انداز کرنا ممکن ہے اور نہ ہی ان کی قدر و قیمت کو کم کیا جاسکتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ سماجی سطح پر ان کے تحرک وفعالیت کے دائرے کو وقت اور حالات کے لحاظ سے مزید وسیع ہونا چاہیے۔تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مدارس کے علما وفاضلین کی ایک معتد بہ تعداد ہمیشہ سماج کے مختلف شعبوں میں سرگرم رہی ہے۔تاہم دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ مدارس کے علما و منتسبین کی اکثریت نظری وفکری جمود و تعطل کا شکار ہے۔وہ ماضی کی شاندار اور قابل تقلید تعلیمی روایات سے وابستگی کی جگہ خود کو ماضی کا آثار قدیمہ بنائے رہنے پر زور دیتی ہے۔مستقبل کی بہتر تشکیل اور منصوبہ بندی کی فکر کے بجائے ماضی کے عظمت کدے کی بھول بھلیوں میں کھوئے رہنا اس کا شعار ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مدارس کی اپنی شناخت محفوظ و برقرار رہے اور ان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اچھے اخلاق وکردار کے حامل، ذمہ دار شہری، مختلف سطحوں پر ملک وملت کی خدمت کرنے والے اور دین کی تجدید وحفاظت کرنے والے لوگ پیدا کرتے رہیں۔انہیں زیادہ سے زیادہ جدید تعلیم کے اداروں اور ان کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک اہم بات جسے مدارس کی کارکردگی پر کی جانے والی گفتگو میں پیش نظر رکھنا ضروری ہے، یہ ہے کہ مدارس اس وقت شدید خوف ودہشت کی بنا پر تحفظ پسندی کی نفسیات کے شکار ہیں۔حالیہ عرصے میں مدارس پر کمندیں ڈالنے اور انہیں 'شکار کرنے' کی مختلف ممالک میں مختلف حیلوں اور حوالوں سے جو کوششیں ہوتی رہی ہیں؛ چناں چہ بہت سے ممالک میں مدارس کے دینی نصاب میں بڑی سطح پر تبدیلیاں کردی گئیں، اہل مدارس کے اذہان پر اس کے نہایت منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔خود ہندوستان میں بھی مدارس کو بدنام کرنے، انتہا پسندی کے مظاہر سے، جو بلاشبہ بہت سے مسلم ممالک میں اسلام پسند طبقات میں پائے جاتے ہیں، ان کا رشتہ قائم کرنے کی جو کوششیں ہوتی رہی ہیں؛ اس نے پیش پا افتادہ اور سادہ لوحی کی نفسیات پر مبنی اس خیال یا نعرے کو کچھ ذہنوں میں راسخ کرنے میں اہم رول ادا کیا کہ: 'اسلام خطرے میں ہے'۔(Islam is under

threat) اس حقیقت کا اعتراف خود حکومت کی طرف سے متعدد بار کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان کے مدارس خواہ وہ کسی بھی مسلک اور حلقے کے ہوں، ان کا رشتہ انتہا پسندانہ نظریات رکھنے والی جماعتوں اور تنظیموں سے نہیں ہے، افراد کی بات اور ہے اور یہ کہیں کے بھی ہو سکتے ہیں۔ نیویارک ٹائمس کے صحافی پیٹر برگن اور سواتی پانڈے کے تحقیقی مطالعے کے مطابق عالمی سطح کے دہشت گردی کے واقعات میں ''بالی'' (انڈونیشیا) کے دہشت گردانہ واقعے کے علاوہ، جس میں مدرسے کا ایک فاضل شریک تھا، کسی بھی ایسے واقعے میں مدارس کے فضلا کا نام نہیں ہے۔ ایک عالمی ادارے کی طرف سے دہشت گردی کے ساتھ تعلق کے موضوع پر یہ پایا گیا کہ ملک میں صوفیانہ روایات کے مضبوطی کے ساتھ موجود ہونے کی وجہ سے یہاں مسلمانوں یا دینی حلقوں میں انتہا پسندی کے مظہر کو پنپنے یا پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملا۔

مدارس کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کا الزام جتنا غلط ہے اتنی ہی یہ بات صحیح ہے کہ داخلی سطح پر مسلکی کشمکش کی صورت حال نہایت افسوس ناک ہے۔ اس مسلم سماج پر بھی برا اثر مرتب ہو رہا ہے اور خود مدارس کی شبیہ بھی بگڑ رہی ہے۔ اس صورت حال میں تبدیلی لانا وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے۔

ایک اہم بات جو اس تحقیقی مطالعے سے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مدارس کے تعلیمی نظام پر مختلف حلقوں کی طرف سے اس حوالے سے تنقید اور دوسری طرف تبدیلی کی وکالت کی جاتی رہی ہے کہ وہاں جدید یا سیکولر مضامین اور سماجی علوم کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ زبان کی سطح پر انگریزی یا علاقائی زبانیں نہیں سکھائی جاتیں، جس کا جواب مدارس کی طرف سے بالعموم یہ دیا جاتا رہا ہے کہ ان کے نصاب میں جو پہلے سے کتب و مضامین کی کثرت تعداد سے بوجھل ہے، اس کی گنجائش نہیں ہے۔ حالاں کہ انہیں اس حوالے سے قائل کرنے کی ضرورت زیادہ ہے کہ خود علوم شریعت کا نصاب بھی جنہیں علوم عالیہ سے موسوم کیا جاتا ہے، صلاحیت مند اور دینی تقاضوں سے عہدہ برآ ہو سکنے والی علما کی نسل کو پیدا کرنے سے قطعاً قاصر ہے۔ نصاب اور داخلی چیلنجوں کے مسئلے سے الگ ہٹ کر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ مدارس کی بقا اور ان کی عصری معنویت اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ دور جدید کے امکانات سے زیادہ سے زیادہ استفادے کی ضرورت ہے۔ مدارس کو صرف مجرد تعلیم و تدریس کے عمل سے خود کو جوڑ کر رکھنا، ان کے حق میں بہت زیادہ نفع بخش نہیں ہے۔ وہ اسلام کی فکری وراثت کے ساتھ ساتھ ملک کی صوفیانہ وراثت کے بھی امین ہیں۔ صوفیہ کے طریق فکر و عمل میں انسانیت پسندی اور خدمت خلق نمایاں طور پر شامل ہے۔ مدارس کی ایک تعداد رفاہی کاموں میں بھی حصہ لیتی ہے، لیکن مجموعی طور پر اس تعلق سے مدارس کی کارکردگی بہت محدود ہے۔ مدارس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سماجی عمل کے دائرے کو وسیع کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے ذریعے انہیں برادران وطن کا اعتماد حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔